ابن مدینة۔ اور قرآن میں ہے فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ، یعنی اگر تم کسی کے مملوک، تابع، ماتحت نہیں ہو تو مرنے والے کو موت سے بچا کیوں نہیں لیتے، جان کو واپس کیوں نہیں پلٹا لاتے؟

(۲) اطاعت، بندگی، خدمت، کسی کے لیے مسخر ہو جانا، کسی کے تحت امر ہونا، کسی کے غلبہ و قہر سے دب کر اس کے مقابلہ میں ذلت قبول کر لینا۔ چنانچہ کہتے ہیں دِنتُھم فدانوا، ای قھرتھم فاطاعوا (یعنی میں نے ان کو مغلوب کر لیا اور وہ لوگ مطیع ہو گئے)۔ دِنتُ الرجل، ای خدمتُہ (یعنی میں نے فلاں شخص کی خدمت کی)۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور نے فرمایا اریدُ من قریش کلمة تَدِینُ لھم بھا العرب، ای تطیعھم وتخضع لھم (یعنی میں قریش کو ایک ایسے کلمہ کا پیرو بنانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اُسے مان لے تو تمام عرب اس کا تابع فرمان بن جائے اور اس کے آگے جھک جائے) اسی معنی کے لحاظ سے اطاعت شعار قوم کو قوم دِیَن کہتے ہیں، اور اسی معنی میں دین کا لفظ حدیث خوارج میں استعمال کیا گیا ہے یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیة[1]۔

(۳) شریعت، قانون، طریقہ، کیش و ملت، رسم و عادت، مثلاً کہتے ہیں مازال ذالک دینی ودیدنی یعنی یہ ہمیشہ سے میرا طریقہ رہا ہے۔ یقال دان اذا اعتاد خیراً اوشراً یعنی آدمی خواہ بُرے طریقہ کا پابند ہو یا بھلے طریقہ کا، دونوں صورتوں میں اُس طریقہ کو جس کا وہ پابند ہے دین کہیں گے۔ حدیث میں ہے کانت قریش ومن دان بدینھم، "قریش اور وہ لوگ جو ان کے مسلک کے پیرو تھے"۔ اور حدیث میں ہے انہ علیہ السلام کان علیٰ دین قومہ۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے اپنی قوم کے دین پر تھے" یعنی نکاح، طلاق، میراث، اور

[1] اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خوارج دین بمعنی ملت سے نکل جائیں گے، کیونکہ حضرت علی سے جب ان کے متعلق پوچھا گیا اکفار ھم، کیا یہ لوگ کافر ہیں؟ تو آپ نے فرمایا من الکفر فروا، کفر ہی سے تو وہ بھاگے ہیں۔ پھر پوچھا گیا افمنافقون ھم، کیا یہ منافق ہیں؟ آپ نے فرمایا منافق تو خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں اور ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ شب و روز اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اسی بنا پر یہ متعین ہوتا ہے کہ اس حدیث میں دین سے مراد اطاعت امام ہے چنانچہ ابن اثیر نے نہایہ میں اس کے یہی معنی بیان کیے ہیں: اراد بالدین الطاعة، ای انھم یخرجون من طاعة الامام المفترض الطاعة وینسلخون منھا (جلد ۲، صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲)

دوسرے تمدنی و معاشرتی امور میں انہی قاعدوں اور ضابطوں کے پابند تھے جو آپ کی قوم میں رائج تھے۔

(۴) جزاءِ عمل، بدلہ، مکافات، فیصلہ، محاسبہ۔ چنانچہ عربی میں مثل ہے کما تدین تُدان، یعنی جیسا تو کرے گا ویسا بھرے گا۔ قرآن میں کفار کا یہ قول نقل فرمایا گیا ہے اَءِنَّا لَمَدِینُونَ[1] "کیا مرنے کے بعد ہم سے حساب لیا جانے والا ہے اور ہمیں بدلہ ملنے والا ہے؟" عبداللہ ابن عمرو کی حدیث میں آتا ہے لا تسبوا السلطان فان کان لا بد فقولوا اللھم دِنھم کما یدینوننا،[2] "اپنے حکمرانوں کو برا نہ کہو اور اگر کہنا ناگزیر ہو تو یوں کہو کہ خدایا جیسا یہ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں ویسا ہی تو ان کے ساتھ کر۔" اسی معنی میں لفظ دیان بمعنی قاضی و حاکم عدالت آتا ہے، چنانچہ کسی بزرگ سے جب حضرت علی کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کان دیان ھذہ[3] الامۃ بعد نبیھا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اس امت کے سب سے بڑے قاضی تھے۔

قرآن میں لفظِ دین کا استعمال ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لفظِ دین کی بنیاد میں چار تصورات ہیں، یا بالفاظِ دیگر یہ لفظ عربی ذہن میں چار بنیادی تصورات کی ترجمانی کرتا ہے:

۱۔ غلبہ و تسلط، کسی ذی اقتدار کی طرف سے،

۲۔ اطاعت، تعبد اور بندگی صاحبِ اقتدار کے آگے جھک جانے والے کی طرف سے،

۳۔ قاعدہ و ضابطہ اور طریقہ جس کی پابندی کی جائے،

۴۔ محاسبہ اور فیصلہ اور جزا و سزا۔

انہی تصورات میں سے کبھی ایک کے لیے اور کبھی دوسرے کے لیے اہلِ عرب مختلف طور پر اس لفظ کو استعمال کرتے تھے، مگر چونکہ ان چاروں امور کے متعلق عرب کے تصورات پوری طرح صاف نہ تھے اور کچھ بہت زیادہ بلند بھی نہ تھے اس لیے اس لفظ کے استعمال میں ابہام پایا جاتا تھا اور یہ کسی باقاعدہ نظامِ فکر کا اصطلاحی لفظ نہ بن سکا تھا۔ قرآن آیا تو اس نے اس لفظ کو اپنے منشا کے لیے مناسب پا کر بالکل واضح و متعین مفہومات کے لیے استعمال کیا اور اس کو اپنی مخصوص اصطلاح بنا لیا۔ قرآنی زبان میں لفظ دین ایک پورے نظام کی نمائندگی کرتا ہے جس کی ترکیب چار اجزا سے ہوتی ہے:

۱ حاکمیت و اقتدارِ اعلیٰ،

۲ حاکمیت کے مقابلہ میں تسلیم و اطاعت،

۳ وہ نظامِ فکر و عمل جو اس حاکمیت کے زیر اثر بنے،

۴ مکافات جو اقتدارِ اعلیٰ کی طرف سے اس نظام کی وفاداری و اطاعت یا سرکشی و بغاوت کے صلہ میں دی جائے۔

قرآن کبھی لفظ دین کا اطلاق معنی اول و دوم پر کرتا ہے، کبھی معنی سوم پر، کبھی معنی چہارم پر، اور کہیں الدین بول کر یہ پورا نظام اپنے چاروں اجزاء سمیت مراد لیتا ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے حسب ذیل آیات قرآنی ملاحظہ ہوں:

دین بمعنی اول و دوم

اللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ، ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (المومن - ۷)	وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس پر آسمان کا قبہ چھایا، جس نے تمہاری صورتیں بنائیں اور خوب ہی صورتیں بنائیں جس نے پاکیزہ چیزوں سے تم کو رزق بہم پہنچایا، وہی اللہ تمہارا رب ہے اور بڑی برکتوں والا ہے وہ ربّ العالمین۔ وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، لہٰذا تم اسی کو پکارو دین کو اسی کے لیے خالص کر کے۔ تعریف اللہ ربّ العالمین ہی کے لیے ہے
قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ... قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ ... وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْھَا وَاَنَابُوْٓا اِلَی اللّٰہِ لَھُمُ الْبُشْرٰی (الزمر - ۲)	کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اسی کی بندگی کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود سرِ اطاعت جھکاؤں ... کہو میں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے صرف اسی کی بندگی کروں گا، تم کو اختیار ہے اس کے سوا جس کی چاہو بندگی اختیار کرتے پھرو ... اور جو لوگ طاغوت کی بندگی کرنے سے پرہیز کریں اور اللہ ہی کی طرف رجوع کریں ان کے لیے خوشخبری ہے۔
اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ	ہم نے تمہاری طرف کتاب برحق نازل کر دی ہے، لہٰذا تم دین کو اللہ

مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ، اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ۔ (الزمر۔ ۱)

کے لیے خالص کر کے صرف اسی کی بندگی کرو۔ خبردار رہو، دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا، اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ۔ (النحل۔ ۷)

زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے اور دین خالصاً اُسی کے لیے ہے، پھر کیا اللہ کے سوا تم کسی اور سے تقویٰ کرو گے؟ یعنی کیا اللہ کے سوا کوئی اور ہے جس کے حکم کی خلاف ورزی سے تم بچو گے اور جس کی ناراضی سے تم ڈرو گے؟

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ (آل عمران ــ ۹)

کیا یہ لوگ اللہ کے سوا کسی اور کا دین چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں چار و ناچار اللہ ہی کی مطیع فرمان ہیں اور اسی کی طرف ان کو پلٹ کر جانا ہے۔

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ (البینہ۔)

اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ یکسو ہو کر دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے صرف اسی کی بندگی کریں۔

ان تمام آیات میں دین کا لفظ اقتدارِ اعلیٰ، اور اس اقتدار کو تسلیم کر کے اس کی اطاعت و بندگی قبول کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ کے لیے دین کو خالص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی حاکمیت، فرماں روائی، حکمرانی اللہ کے سوا کسی کی تسلیم نہ کرے۔ اور اپنی اطاعت و بندگی کو اللہ کے لیے اس طرح خالص کر دے کہ کسی دوسرے کی مستقل بالذات بندگی و اطاعت اللہ کی اطاعت کے ساتھ شریک نہ کرے۔[1]

[1] یعنی اللہ کے سوا جس کی اطاعت بھی ہو اللہ کی اطاعت کے تحت اور اس کی مقررہ حدود کے اندر ہو۔ بیٹے کا باپ کی اطاعت کرنا، بیوی کا شوہر کی اطاعت کرنا، غلام یا نوکر کا آقا کی اطاعت کرنا اور اسی نوع کی دوسری تمام اطاعتیں اگر اللہ کے حکم سے ہوں اور ان حدود کے اندر ہوں جو اللہ نے مقرر کر دی ہیں تو یہ عین اطاعتِ الٰہی ہیں، اور اس سے آزاد ہوں یا بالفاظِ دیگر بجائے خود مستقل اطاعتیں ہوں تو یہی عین بغاوت ہیں۔ حکومت اگر اللہ کے قانون پر مبنی ہے اور اس کا حکم جاری کرتی ہے تو اس کی اطاعت فرض ہے، اور اگر ایسی نہیں ہے تو اس کی اطاعت جرم۔

دین بمعنی سوم

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (یونس-۱۱)

کہو کہ اے لوگو! اگر تم کو میرے دین کے بارے میں کچھ شک ہے (یعنی اگر تم کو صاف معلوم نہیں ہے کہ میرا دین کیا ہے) تو او سنو، میں اُن کی بندگی و عبادت نہیں کرتا جن کی بندگی و عبادت تم اللہ کو چھوڑ کر کر رہے ہو بلکہ میں اس اللہ کی بندگی کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اُن لوگوں میں شامل ہو جاؤں جو اسی اللہ کو ماننے والے ہیں اور یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ تو یکسو ہو کر اسی دین پر اپنے آپ کو قائم کر دے اور شرک کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (یوسف-۵)

حکمرانی اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو، یہی ٹھیک ٹھیک صحیح دین ہے۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ... ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ... بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ... فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ

زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے، سب اُسی کے مطیع فرمان ہیں... وہ تمہیں سمجھانے کے لیے خود تمہارے اپنے معاملہ سے ایک مثال پیش کرتا ہے۔ بتاؤ، یہ غلام جو تمہارے مملوک ہیں کیا ان میں سے کوئی اُن چیزوں میں جو ہم نے تمہیں دی ہیں تمہارا شریک ہے؟ کیا تم انھیں اس مال کی ملکیت میں اپنے برابر کا حصہ دار بناتے ہو؟ کیا تم اُن سے اپنے ہم چشموں کی طرح ڈرتے ہو؟... مگر بات یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ علم کے بغیر محض اپنے تخیلات کے پیچھے چلے جا رہے ہیں... پس تم یکسو ہو کر اپنے آپ کو اس دین پر قائم کر دو، اللہ نے جس فطرت پر انسانوں کو پیدا کیا ہے

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (الروم – ۴)

اُسی کو اختیار کرو،[1] اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بدلا نہ جائے، یہی ٹھیک ٹھیک صحیح دین ہے مگر اکثر لوگ نادانی میں پڑے ہوئے ہیں۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ (النور – ۱)

زانی اور زانیہ دونوں کو سو سو کوڑے مارو اور اللہ کے دین کے معاملہ میں تم کو اُن پر رحم نہ آنا چاہیے۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ (التوبہ – ۵)

اللہ کے نوشتے میں تو اُس وقت سے مہینوں کی تعداد ۱۲ ہی چلی آتی ہے جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ ان بارہ مہینوں میں سے ۴ مہینے حرام ہیں، یہی ٹھیک ٹھیک صحیح دین ہے۔

كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ (یوسف – ۹)

اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر نکالی، اُس کے لیے جائز نہ تھا کہ اس بادشاہ کے دین میں اپنے بھائی کو پکڑتا۔

وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ (انعام – ۱۶)

اور اسی طرح بہت سے مشرکین کے لیے ان کے ٹھیرائے ہوئے شریکوں[2] نے اپنی اولاد کے قتل کو ایک خوش آئند فعل بنا دیا تاکہ انھیں ہلاکت میں ڈالیں اور اُن کے لیے ان کے دین کو مشتبہ بنائیں۔[3]

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ

کیا انھوں نے کچھ شریک ٹھیرا رکھے ہیں جو ان کے لیے دین

[1] یعنی اللہ نے جس ساخت پر انسان کو پیدا کیا ہے وہ تو یہی ہے کہ انسان کی تخلیق میں، اس کی رزق رسانی میں، اس کی ربوبیت میں خود اللہ کے سوا کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ نہ اللہ کے سوا کوئی اس کا خدا ہے نہ مالک اور نہ مطاعِ حقیقی۔ پس خالص فطری طریقہ یہ ہے کہ آدمی بس اللہ کا بندہ ہو اور کسی کا بندہ نہ ہو۔

[2] شریک سے مراد ہے خداوندی و فرماں روائی میں اور قانون بنانے میں خدا کا شریک۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (الشوریٰ - ۳)	کی قسم سو ایسے قوانین بناتے ہیں جن کا اللہ نے اذن نہیں دیا ہے۔
لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون)	تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

ان سب آیات میں دین سے مراد قانون، ضابطہ، شریعت، طریقہ اور وہ نظام فکر و عمل ہے جس کی پابندی میں انسان زندگی بسر کرتا ہے۔ اگر وہ اقتدار جس کی سند پر کسی ضابطہ و نظام کی پابندی کی جاتی ہے خدا کا اقتدار ہے تو آدمی دینِ خدا میں ہے، اگر وہ کسی پادشاہ کا اقتدار ہے تو آدمی دینِ پادشاہ میں ہے، اگر وہ پنڈتوں اور پروہتوں کا اقتدار ہے تو آدمی انہی کے دین میں ہے اور وہ خاندان، برادری یا جمہور قوم کا اقتدار ہے تو آدمی اُن کے دین میں ہے، غرض جس کی سند کو آخری سند اور جس کے فیصلہ کو منتہائے کلام مان کر آدمی کسی طریقے پر چلتا ہے اسی کے دین کا وہ پیرو ہے۔

دین بمعنی چہارم إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ وَإِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ (الذاریات - ۱)	وہ خبر جس سے تمہیں آگاہ کیا جا رہا ہے (یعنی زندگی بعد موت) یقیناً سچی ہے اور دین یقیناً ہونے والا ہے۔
أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (الماعون)	تم نے دیکھا اُس شخص کو جو دین کو جھٹلاتا ہے؟ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر نہیں اکساتا۔
وَمَا أَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ثُمَّ مَا أَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ. يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ (انفطار)	تمہیں کیا خبر کہ یوم الدین کیا ہے، ہاں تم کیا جانو کیا چیز ہے یوم الدین وہ دن وہ ہے جبکہ کسی متنفس کے اختیار میں کچھ نہ ہوگا کہ دوسرے کے کام آسکے، اُس روز سب اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہوگا۔

ان آیات میں دین بمعنی محاسبہ و فیصلہ و جزائے اعمال استعمال ہوا ہے۔

(باقی)

(حاشیہ صفحہ سابق) ۵ دین کو مشتبہ بنانے سے مطلب یہ ہے کہ جھوٹے شریعت سازوں نے اس گناہ کو ایسا خوشنما بنا کر پیش کرتے ہیں جس سے عرب کے لوگ اس شبہ میں پڑ گئے ہیں کہ شاید یہ فعل بھی اُسی دین کا ایک جزو ہے جو ان کو ابتداءً حضرت ابراہیم و اسماعیل سے ملا تھا۔

مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش

حصہ اوّل

اسلامی ہند کی گذشتہ تاریخ، موجودہ حالت اور مستقبل کے امکانات پر ایک سبق آموز تبصرہ، جس سے مسلمانانِ ہند کے قومی مسئلہ کا ایک نیا تصوّر پیدا ہوتا ہے۔ اِس کتاب کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اسلئے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے

حصہ دوم

اِس حصہ میں ہندوستان کے موجودہ سیاسی حالات پر مفصل تبصرہ کرکے بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی غفلت سے اِس وقت تک مُلک کے سیاسی تغیرات کس طرح اصولِ اسلام اور مسلمانوں کے قومی مفاد کے خلاف ہوتے رہے ہیں اور یہ کہ اگر اب مسلمان اپنی قومی زندگی کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں کونسی پالیسی اختیار کرنی چاہیئے۔ اِس کی قیمت بھی اشاعت عام کے لئے بہت کم رکھی گئی ہے :-

حصہ سوم

مسلمانوں کی موجودہ سیاسی کشمکش کا عملی حل کیا ہے۔ اسلامی حکومت کن اصولوں پر قائم کی جا سکتی ہے۔ ایسا اقدام کرنے والے گروہ کو کن اصولوں پر منظم کیا جا سکتا ہے، اور ان اصولوں پر جس قدر اعتراضات و شبہات کئے جا سکتے ہیں، ان کا جواب کیا ہے۔ یہ تمام باتیں اس حصہ میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کر دی گئی ہیں۔

قیمت حصہ اول	حصہ دوم	حصہ سوم	محصول ڈاک
آٹھ آنے فی جلد	ایک روپیہ آٹھ آنے	ایک روپیہ چار آنے	تین آنے

دفتر رسالہ ترجمان القرآن دار الاسلام، پٹھانکوٹ، (پنجاب)